سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار
حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷ ـ مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں
حضرت ابو العلوم صاحبزادہ جلیل... نور الدین محمود احمد فضل عمر... ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر زندہ ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

شرح قیمت جو پیشگی لیجاویگی
عوام سے ۵
خواص سے ۱۰
ہندوستان سے باہر سے ۷
غیر مذاہب کے غیر مستطیع احباب سے ۴

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوائے شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد مبارک اسمٰعیل بی۔ اے

نمبر (۲۲)	مورخہ ۱۴۔ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۱۹۔ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ ہجری صلعم	جلد (۱۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خلافت محمود

ہمارے عزیز بھائی شیخ نصیر احمد صاحب خلف الرشید شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمریٹ انبالہ نے خلافت محمود پر چند اشعار الحکم میں درج کرنے کیلئے ارسال کئے ہیں۔ ہم آپ کی اس مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کی دلچسپی کے لئے الحکم میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے ہمارے دوسرے شعرا بھی اپنے قیمتی جواہرات سے الحکم کو زینت بخشیں گے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

مسیح وقت سے جس کو خصومت اور کدورت ہے
بشیر الدین ثانی بس سزاوار خلافت ہے
جناب میرزا محمود یکتائے زمانہ ہے
بنایا ہے خلیفہ اس کو خود اللہ اکبر x نے
علم قرآن خلافت نے جسے اب خوب سمجھا ہے
کرو محمود سے بیعت بجز انکار میرزا سے
وصیت نور دین کو سامنے رکھ کر پڑھیں منکر
عداوت چھوڑ کر بیعت کریں سب ابن مہدی سے
خلافت کا جو منکر ہے وہ خود احمد کا منکر ہے

وہ کافر ہے خدا کے دو جہاں کی اس پہ لعنت ہے
وہ فاسق ہے خلافت سے جسے اب اس کی نفرت ہے
خلافت منکرو اس کی مطابق الوصیت ہے
خدا جانے انہیں محمود سے پھر کیوں کدورت ہے
جہاں میں اس کی پیدائش مسیحا کی صداقت ہے
بروز مصطفےٰ سے منکرو گر تم کو .... الفت ہے
جو کہتے ہیں خلیفہ کی نہیں اب کیا ..... ضرورت ہے
خدایا ان کو دے توفیق یہ سب تجھ میں ..... قدرت ہے
نصیر اس کی عداوت سے مسیحا کی عداوت ہے

قادیان میں انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

اخبار الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۱۴ جون ۱۹۱۴ء

شہنشاہ زمین و آسمان کے حضور ہماری فریاد

اے زمین و آسمان کے خالق و مالک اے رحمن و رحیم مولے اے علیم و حکیم قادر قیوم خدا آج تیرے حضور دنیوی آفات سے تنگ آکر گریہ وزاری کرتے ہیں۔ اے محمدؐ و احمدؑ کے پیارے اللہ آج پھر تیری جناب میں خفیہ و ظاہرہ دشمنوں کے ہاتھوں تکلیف اٹھا کر ان کے ظالمانہ نیزوں۔ بھالوں اور تیروں سے زخم کھا کر صدائے آہ و فغان بلند کرتے ہیں۔ اے وہ خدا جو مظلوموں کی چیخ و پکار کو سنتا اور ان کے زخموں کو اپنی رحمت اور شفقت کے پانی سے دہوتا اور اپنے فضل و کرم کے مرہم کی پٹی باندھ کر رات دن انکی حفاظت کرتا ہے۔ آج ہم مظلوموں کی طرح تمام دشمنوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ تیرے پیارے محمدؐ کے دشمن تو عرصہ دراز سے ہمیں ستاتے رہے پھر تیرے پیارے احمدؑ کے دشمن سالہا سال تک ہمیں تکلیف دیتے رہے۔ مگر آج تو وہ لوگ بھی جو ایک وقت تیرے پیارے احمدؑ کی غلامی کا دعوی کرنے سے ہمارے بھائی بنے ہوئے تھے اور جو رات دن اپنی اخوت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ ہمارے ایسے دشمن ہوئے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ ہمیں نیست و نابود کر دیں وہی لوگ جو ایک وقت تیرے پیارے احمدؑ کے لخت جگر پر اپنی جان تک نثار کرنیکا دعوی کرتے تھے۔ آج اس کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ پیارے مولیٰ اگر آج تیرے فضل سے زمانہ حال میں گورنمنٹ انگلشیہ کی صورت اختیار نہ کی ہوتی۔ تو ہمارے پیارے محمود نار (!) ہمارے پیارے مہدی کے جگر کے ٹکڑے کے ساتھ یہ لوگ وہی سلوک کرتے جو امام حسین رضہ کے ساتھ کربلا کے میدان میں کیا گیا تھا۔

ہمارے مولیٰ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج تلوار کا زمانہ نہیں۔ اور کوئی ظالم کسی پر حملہ کرنیکی جرأت نہیں رکھتا۔ مگر تو خود علیم و حکیم ہے کہ قلم کی لڑائی تلوار کی لڑائی سے بھی خوفناک صورت پکڑ لیتی ہے۔ تلوار کے زخم تو ہاتھ پاؤں مارنے سے مل جایا کرتے ہیں مگر زبان اور قلم کے زخم ہی ایسے زخم ہیں۔ جنکو تیرے جیسا حکیم خدا ہی ٹھیک کر سکتا ہے ہمیں کسطرح آجکل ہمارے دشمن ہم پر اور ہمارے پیارے محمودؓ پر ظلم کر رہے ہیں۔ تو خوب جانتا ہے پیارے اللہ ہم کمزور ہیں۔ رات دن گناہوں میں مبتلا ہیں ہم زہد و تقویٰ جاہ نہیں رکھتے۔ ہم تو تیرے نہایت ہی کمزور بندے ہیں! ہماری کیا طاقت ہے کہ ہم اپنی طاقت و عقل پر گھمنڈ کر کے میدان جنگ میں قدم رکھیں اور فتح کا دعوی کریں۔ ایسی حالت میں تو جانتا ہے کہ دشمنوں کے ظالمانہ تیغ و سنان بظاہر ہمارے لئے کسقدر تکلیف کا موجب ہو سکتے ہیں۔ مگر ہاں ہم جانتے ہیں کہ جب اپنی قدرت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک کمزور ہستی کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جب تو کسی بڑے سے بڑے متکبر انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو ایک مچھر کو اتنی طاقت بخش دیتا ہے کہ اسکی تباہی کا سامان پیدا کرے۔ جنگ بدر میں تو ہی تو تھا جس نے غریب الوطن بے وطن بیکس مسلمانوں کی تھوڑی سی جماعت کو کفار کے عظیم الشان لشکر پر فتح دلائی۔ پھر تو وہی ہے جسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک گمنام جگہ میں گمنامی کیحالت میں پیدا کر کے ایسا بلند کیا کہ تمام دنیا میں اس کا نام روشن ہو گیا۔ پھر تو وہی ہے جس نے کہ سالہا سال کے منصوبوں کو توڑا اور ایک نوجوان کو منصب جلیل عطا کر کے بلند کیا۔ پیارے مولیٰ تیری حکمت کے راز ایسے ہیں کہ ہر ایک ذی روح سمجھ سکے اور اس سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تیرے انعامات پر شکریہ ادا کرتے اور حلم اور انکساری کو اختیار کرتے ہیں جب تو فضل کرنے پر آتا ہے تو بوڑھوں اور داناؤں کو محروم رکھتا اور بچوں کو آسمانی علوم سکھاتا ہے۔ پس تیری عجیب در عجیب قدرت کے کرشموں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم دعا کرتے ہیں کہ جسطرح تو نے اس نوجوان کو بلند کیا ہے اب ہر طرح سے اسکی حمایت کر۔ اے سمیع علیم خدا دیکھ ہمارے پیارے پر جو تیرے پیارے کا پیارا ہے۔ کسقدر الزامات لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ ہمارے دشمن اس پر کس کس قسم کے بہتان باندھتے اور کیسی کیسی خراب باتیں اسکی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اے وہ خدا جسنے کہ اپنے پیارے کے ساتھ اس نوجوان کے متعلق بڑے بڑے وعدے کئے تھے اور **فرزند ارجمند گرامی ارجمند** کیلئے کان اللہ نزل من السماء کے الفاظ بیان فرمائے تھے آج اپنے وعدوں کو پورا کر۔ لوگ اس کو دنیا پرست **پوپ پیر پرستی** سکھانیوالا بندہ **نفس** قرار دیتے ہیں۔ تو خود اتر اور دنیا کو دکھا دے کہ وہ احمدؑ کا پیارا جسکو تم اتنی حقارت سے دیکھتے ہو۔ اپنے خالق کے ہاں کتنا معزز ہے۔ اے ہمارے خدا ہمنے تو اخوت کی مد سے ہر طرح ان کو سمجھایا۔ مگر ہمارے سمجھانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ پہلے سے بھی سخت ہو گئے۔ اور آخر میں بدزبانی کرنے لگے۔ اب ان کی طرف سے مایوس ہو کر آج تیرے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ کہ تو ان پر اپنا رحم کر۔ ہاں اگر وہ اپنے اندر کوئی اچھی تبدیلی پیدا نہیں کرتے۔ اور دن بدن حسد اور ہٹ میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ پیارے محمود پر اسی طرح تیر چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے سینوں کو اسی طرح سے زخمی کرتے رہیں تو پھر آ اے محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا۔ اے مسیحا کے بھیجنے والے اور اسلام کو بچانے کا وعدہ کرنے والے خدا آ۔ اے بیکسوں اور مظلوموں کا بدلہ لینے والے آ۔ اور اپنی تمام طاقتوں کیساتھ آ۔ اور ہم غریبوں کی مدد کر۔ حق و باطل کو ظاہر کر۔ تاکہ دنیا ہلاکت سے بچکر سلامتی کی منزل کی طرف قدم بڑھائے۔ جو ہم میں کمزور ہیں ان کو طاقتور بنا۔ اور جو منافقت کا جامہ پہنکر دوسروں کی تباہی کا موجب ہوئے ہیں ان کو توجڑ سے اکھیڑ کر علیحدہ کر دے کیونکہ بہتری اسی میں ہے۔

ہمارے مبلغ کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں

(قابل توجہ مبلغین سلسلہ احمدیہ)

آج جبکہ حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر رضی اللہ عنہ بتائید ایزدی تبلیغ اسلام کیلئے مبلغ پیدا کرنے کیلئے رات دن کوشش فرما رہے ہیں اور ہمارے بہت سے نوجوان دوست آپ کے حکم کے ماتحت اس اہم کام کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسے نوجوانوں کی آگاہی کیلئے چند ضروری امور پر روشنی ڈالی جائے جو انکی ذات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

ان لوگوں پر جو اسلامی تاریخ سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتے ہیں یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے مسلمان کوئی اتنے عالم فاضل نہ تھے نہ ہی اس زمانہ میں مذہب کا اتنا چرچا تھا۔ جتنا آجکل دیکھا جاتا ہے ان دنوں اخبارات و رسالہ جات کا کوئی سلسلہ نہ تھا۔ اسلام کے پاس نہ کوئی سلطنت تھی نہ کوئی اور دنیوی وجاہت غریب اور بیکس مسلمان اپنے پیارے محمدؐ کا ہر نرم و گرم میں ساتھ دیتے تھے ان کی بیکسی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اہل وطن نے جب حد سے زیادہ تشدد سے کام لیا تو ملک حبش میں جا کے مجبور ہوئے جو آئے دن لوگوں کو انکی طرف کھینچتی چلی جاتی تھی۔ وہ کیا خوبی تھی جو غیر اقوام کے سلیم الفطرت افراد کو ان کی طرف مائل کر دیتی تھی وہ کونسا حسن تھا۔ جو ان کو اس اسلامی سادگی پر فریفتہ کر دیتا تھا۔ غور کرو اور خوب غور کر کے دیکھو تو یہی پاؤ گے کہ وہ چیز جو اس قدر جذب کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ وہ ایک ہی تھی اور وہ تھا **ان کا اپنا نیک نمونہ** انکی معصومانہ حالت انکا پاک چال چلن۔ ان کی وسیع شفقت ان کی خوش معاملگی وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں تھیں جسکے ہوتے ہوئے ان کو ضرورت نہ تھی کہ لوگوں کے قلوب پر فتح پانے کیلئے کوئی اور ہتھیار استعمال کرتے۔ دشمنان اسلام اشاعت اسلام کے متعلق لاکھ باتیں بنائیں اور اس کے منور چہرہ کو غیر اقوام کی نظر میں بدنما بنانیکی لاکھ کوششیں کریں وہ ہرگز ہرگز اس سچائی کو چھپا نہیں سکتے جسکا ایک عالم مشاہدہ کر چکا ہے۔ تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر دیکھو تو یہی نظر آئیگا کہ اسلام کسی تلوار کے زور سے کسی دنیوی وجاہت کے زور سے کسی بحث و مباحثہ کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ یہ تو اہل اسلام کا پاک اور سادہ نمونہ ہی تھا جس نے کہ بڑے بڑے متکبر لوگوں کے سروں کو جھکا دیا۔ پس جب یہ حالت ہے اور عملی طور پر اسبات کا تجربہ ہو چکا ہے تو اس پہلو کو بالکل ترک کر کے اپنی طرف سے کوئی نیا طریق تبلیغ تراشنا ادنی درجہ کی غلطی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے پاس وہی قرآن مجید موجود ہے۔ جو آج سے ۱۳۰۰ سو سال پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

پاس تھا - اسلام کا وہی خدا ہے جو پہلے خدا تھا - روزہ رکھنے کو تو اب بھی لوگ ویسے ہی روزے رکھتے ہیں - جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رکھتے تھے - نمازیں بھی بظاہر ویسی ہی پڑھی جاتی ہیں - جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت پڑھی جاتی تھیں - پھر کیا وجہ کہ مسلمان چند صدیوں سے دن بدن ہلاکت اور ذلت و ادبار کے گڑھے کیطرف بڑھے جاتے ہیں - اس کی وجہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ اعمال صالحہ کا پہلو بالکل مفقود ہو چکا ہے - حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو قایم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ کیا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - اسی وعدہ کو پورا کرنیکے لئے جب کبھی اہل اسلام کی عملی حالت میں نقص پیدا ہوگیا - اسنے ایک مجدد کو لوگوں کی عملی حالت درست کرنیکے بھیجا - چودہویں صدی ایک ایسی مشہور صدی ہے - جسکی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار دی ہے - اور اس صدی کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے حد سے زیادہ تاکید فرمائی اس لئے کہ یہ ایک مادہ پرستی کی صدی تھی - جس میں کہ نام کو تو مسلمان پائے جاتے تھے - مگر حقیقی مسلمانوں کا پایا جانا ناممکن تھا جہالت کا زور تھا - اور طرح طرح کے فتنہ اور فساد برپا تھے - ایسی حالت میں مسیح موعود علیہ السلام کا آنا بھی اسی غرض کیلئے تھا - تاکہ سلسلہ توہمات اور تجربات کو دور کر کے مسلمانوں کی عملی حالت ٹھیک کیجائے اور وہ روحانیت پیدا کی جاسکے کہ لوگ مادہ پرستی سے ہٹکر خدا پرستی کیطرف آجائیں - اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن پکڑنا ضروری تھا - حضرت نے لوگوں کو اپنے نمونہ اور پاک تعلیم سے پاک کیا - اور ایک مقدس جماعت بنیاد ڈالی - اور وہ کامیابی حاصل کہ دنیا جانتی ہے اس تمام تعلیم کے ساتھ عملی نمونہ ہی تھا جسنے کہ لوگوں کو آپ کی طرف کھینچا ورنہ لیکچرار اور فلاسفر تو سینکڑوں پائے جاتے تھے مگر

مذکورہ بالا بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمنے اسلامی تعلیم کو نئی روشنی میں پیش کرنیکے پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے - حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت مختلف ہے - اس وقت علم کا زور ہے - ہر ایک بات کی کھال اتاری جاتی ہے ایمان بالغیب کیطرف بہت ہی کم توجہ کیجاتی ہے اور براہین قاطع کے لوگ پیاسے ہیں - علماء نے جھوٹے قصے کہانیاں مشہور کر کے اسلام کے اصلی منور چہرہ کو چھپایا ہوا ہے - ضرورت ہے کہ اسلام کو اصلی رنگ میں نیو لائیٹ میں پیش کیا جاوے - اور ان دلایل کو کھول کھول کر دنیا کے سامنے رکھا جائے - جنکا ایک نہ ختم ہونے والا ذخیرہ حضرت اقدس مسیح موعود نے ہمیں عطا کیا ہے - لیکن بات یہ ہے

کہ ہمارے لیکچر ہمارے وعظ ہماری لمبی لمبی تقریریں ممکن ہے کہ تھوڑی دیر تک لوگوں کو خوش کریں اور ان میں قدرے جوش پیدا کردیں - مگر وہ دائمی اثر پیدا نہیں کرسکتیں - جب تک کہ ہم اپنے عملی نمونہ کو بطور شاہد کے پیش نہ کریں کیسا بیشرم اور

بیغیرت ہے وہ انسان جو ممبر پر چڑھ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو تو یہ نصیحت کرے کہ دیکھو جھوٹ نہ بولو - زنا نہ کرو - حرام نہ کھاؤ - ظلم نہ کرو مگر آپ جھوٹی گواہی بھی دیتا ہے - چھپکر زنا بھی کرتا ہے حرام کا مال بھی کھاتا ہے لوگوں پر ظلم بھی کرتا ہے - اگر ایسے مبلغ دنیا کے ہر کونہ میں بھیجے بھی جائیں - اور اگر ان کے ساتھ مالی امداد بھی کثرت سے ہو - وہ لیکچرار بھی اعلےٰ درجہ کے ہوں - تو وہ ہرگز ہرگز کسی شخص کو راہ ہدیٰ پر لا نہیں سکتے - جب تک کہ وہ عملی نمونہ نہ دکھائیں - لیکن اگر اس کے مقابل پر ایک خالص متقی بے غرض انسان دنیا کے کسی حصہ میں چلا جائے تو وہ ایک گمنام کونہ میں بیٹھکر وہ کام کر سکتا ہے جو بڑے سے بڑے مشن سے بھی نہیں ہو سکتا - پس اگر ہم کامیابی کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں - اگر ہم حقیقتاً دنیا کو ہلاکت سے بچانیکے لئے اپنے اندر سچی تڑپ رکھتے ہیں - تو ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اپنا پاک نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کریں - کیونکہ جب دنیا کے سامنے وہ دلایل بیّنہ پیش کرینگے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب کے ذریعہ ہمیں عطا کئے ہیں اور ساتھ ہی اپنے آپ کو نیک نمونہ بنائینگے تو ہمارے اندر وہ برقی طاقت پیدا ہو جائیگی جو دور دور سے لوگوں کو ہماری طرف کھینچے گی - اور ہماری طاقت اس قدر بڑھ جائیگی کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کے مقابل پر ہیچ ہوگی -

الحکم کی پالیسی

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

ہم نے الحکم کی روش کے متعلق پچھلے نمبر میں کچھ لکھا تھا - جسکا صرف اتنا مطلب تھا - کہ ہمارے نامہ نگار ایسا مضمون بغرض اشاعت نہ ارسال فرمادیں جو اسی قسم کے بیجا ذاتی حملوں سے پر ہو جس قسم کے مضامین کہ پیغام میں پائے جاتے ہیں جو آنکھیں رکھتے ہیں وہ خود اپنی آنکھوں سے ہمارے اس اعلان کے آخری حصہ کو غور سے پڑھیں - مگر ہمارے بعض دوستوں نے سرسری نظر کر پڑھ کر بغیر سوچے سمجھے چلانا شروع کر دیا ہے کہ دیکھو الحکم نے تو اب اپنی پالیسی ہی بدل لی ہے - اور ان کے ایسے کلمات شایع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو یہ دکھایا جاوے کہ الحکم اب مسئلہ خلافت پر کچھ نہیں لکھیگا - اور ان سب بے بنیاد الزامات کی تردید نہیں کرے گا - جو اس کے امام و مقتدا حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ پر لگائے جاتے ہیں - ہم حیران ہیں کہ ہماری عبارت کا وہ کونسا فقرہ یا حصّہ ہے - جس سے ان جیجھ دماغوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے - ہم ایسے دوستوں کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ مہربانی فرماکر ۲۰ - مئی کے الحکم کے صفحہ ۵ کے دوسرے کالم کی پہلی دس سطر کو غور سے پڑھیں - وہاں تو یہ لکھا ہے :-

"اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی ایسا سوال باقی نہیں رہا جسکا کافی وشافی جواب ہماری طرف سے نہیں دیا گیا - نبوت مسیح موعود پر کفر و اسلام اور خلافت احمدیہ کے مسایل پر وہ خامہ فرسائی ہوچکی ہے کہ اب دل نہیں چاہتا کہ ان پر کچھ لکھا جاوے لیکن چونکہ جماعت کے تمام لوگ اس مقدس انسان (خلیفہ ثانی) کے ہاتھ پر جمع نہیں ہوئے اس لئے ان مسایل کو بکلی ترک کر دینا بھی مناسب نہیں ہماری محبت اور ہمدردی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم جب تک تمام دوسروں کو ایک راستہ پر کھڑا نہ کر دیں تب تک وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ان مسایل پر روشنی ڈالتے رہیں"

اب کس منطق کی رو سے مذکورہ بالا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے - افسوس ابھی تک ہمارے بعض دوستوں کی بدظنی کی عادت دور نہیں ہوئی - اب اس غلط فہمی کو دور کرنیکے بعد "ذاتی حملہ" کی تشریح بھی کر دیتے ہیں - موجودہ صورت میں مختلف قسم کی بحث ہو رہی ہے - بعض واقعات تو ایسے ہیں جنکو ہمارے بعض لاہوری دوست حقیقت کے خلاف پیش کرتے ہیں اور ان میں انکا اپنا تعلق بھی ہوتا ہے - ایسے موقعہ پر ضروری ہوتا ہے کہ اس معاملہ کو صاف کرنے کیلئے کسی صاحب کا نام لیا جائے تو اس نام لینے کو ذاتی حملہ خیال کرنا بیوقوفی ہو مثلاً الحکم کے ۷ جون کے پرچہ میں ہمنے مولوی محمد علی صاحب کی ایک تقریر درج کی ہے - یہ دکھانیکے لئے مولوی صاحب موصوف کے زمانہ ماضی اور حال کے اعتقادات میں فرق عظیم ہے - اب اس کو اگر کوئی ذاتی حملہ سمجھے تو اسکی حماقت ہے - ہمارا کیا قصور ہے - اب رہا الحکم کی پالیسی کے متعلق سوال سو اس کے لئے عرض ہے کہ الحکم اپنی پرانی روش کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑیگا - وہ اسی چٹان پر نہایت مضبوطی سے کھڑا ہے جو ابتدا سے سلسلہ احمدیہ کا ایک زبردست رکن ہے - اس کے نزدیک حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے - یعنی احمدیت کا پھیلانا حقیقی اسلام کا ہی پھیلانا ہے - اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اس نے آجتک دعوی مسیحیت کو پیش کرنے سے گریز نہیں کیا - کوئی دنیوی لالچ اسپر اپنا اثر ڈال نہیں سکتا - سینکڑوں نہیں اگر ایک بھی خریدار رہ جائے تو الحکم پالیسی کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑیگا - وہ کسی بزدل کیطرح یہ کہکر دم دبا کر نہیں بیٹھ جائیگا کہ

تبلیغ کا میدان وسیع ہے احمدیت کو

ہیں لیکن غیرت مند ہیں جیسے ہیں دنیا کی اخلاقی حالت کو ٹھیک کر لینے دو۔ دنیا ہوشیار اور بیدار سپاہی ہے کہ خدا کے فضل سے دلائل تیغہ اور براہین قاطعہ کی ننگی تلوار کو ہاتھ میں لیکر صف دشمن کے مقابل تن تنہا لڑنے کو ہر وقت تیار ہے۔ دوست دشمن اسکی فتح نصرت کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ پس نادان دشمن سن۔ امکان کہاں کہ تیری بیہودہ گوئی الحکم کو کبھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ ہم دوست نما ہزار ہا جو ہر وقت چھوٹی سی نشتر ما لئے ہیں لیکر مسیح موعود علیہ السلام کے باغ پر حملہ کرنا چاہتا ہے سن [illegible] سننے سن تیرے ہرگز ہرگز الحکم کو اپنی طرح ضمیر فروش نہیں پائیگا اگر تو اپنی حرکات بد سے باز نہیں آئیگا تو یاد رکھ کہ تیری کند نشتر ابھی اس کے قریب بھی پہنچنے نہ پائیگی کہ اسکی تیز تلوار فوراً تیرے سر تن سے جدا کر دیگی۔

خلافت احمدیہ کے متعلق لکھنا کیوں ضروری ہے

(مسئلہ تبلیغ اور ہولی)

ہمارے بعض دوستوں کا خیال ہے کہ جب تبلیغ کیلئے اتنا وسیع میدان پڑا ہوا ہے تو منکرین خلافت کے اعتراضوں کے جواب دینے میں وقت ضایع کرنے کا کیا فایدہ؟ مگر افسوس اگر ان کو قومیت کے اصولوں کا ذرہ بھی علم ہوتا۔ تو وہ ایسے خیال کو اپنے دماغ میں کبھی جگہ نہ دیتے۔ قومیت کی ترقی کا مدار وحدت پر ہے۔ جب تک وحدت قومی نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں مختلف گروہ ہو جانے سے ہر ایک گروہ اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے تو ترقی اور بھی زیادہ ہوتی ہے وہ محض اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ قوم جبکہ تمام دیگر اقوام پر ہو اور کوئی دوسری قوم اس کے سامنے سر اٹھا سکتی ہو۔ اگر دو حصہ پر تقسیم ہو جاوے تو وحدت قومی اٹھ جانے سے اسکی طاقت یقیناً دوسری اقوام کی نظر میں کمزور ہو جاوے گی۔ پس اس وحدت کو قائم رکھنے کیلئے اسلام نے ہر طرح سے کوشش کی ہے۔ تاکہ طبایع انسانی مختلف ہوتی ہیں مگر باوجود اس اختلاف کے اسلام میں ایسے اصول ہیں کہ دینی اور دنیوی کام کرتے وقت ان کو اکٹھا کر سکتے ہیں ایک قوم کیلئے وہ وقت نہایت ہی نازک وقت ہوتا ہے جبکہ ان کی مجموعی طاقت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور ایسے نازک وقت میں ہر ایک ہی خواہ قوم کا فرض ہے کہ وہ وحدت کو بحال رکھنے کیلئے ہر طرح سے کوشش کرے۔ لیکن وہ کوشش کسی مردود اور غلط اصول پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ سراسر اخلاقی جرأت اور ایمانداری سے ہو۔ وحدت قومی کو برقرار رکھنے کے لئے تمام حقیقی لیڈران قوم کوشش کیا کرتے ہیں۔ اگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقعہ پر غور کرو تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی تجہیز و تکفین سے پہلے جو کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا وہ یہی تھا کہ منافقین اور مفسدین کے منصوبوں کو مٹیا میٹ کر دے۔ مفسد اور فتنہ پرداز لوگ ہر قوم میں موجود ہوتے ہیں کمزور طبایع کے لوگ جو کبھی بھی اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے اور دنیوی وجاہت کے آگے مذہبی اصولوں پر خاک ڈال دیتے ہیں۔ ہر جگہ پائے جاتے ہیں کسی ابتلا کے موقعہ پر انکا ڈگمگا جانا اور اپنے اصولوں سے غفلت کرنا اور اپنی کمزوری میں دوسروں کو بھی شامل کرنا ایک ایسی بات ہے جو ہر روز دنیا میں دیکھی جا سکتی ہے اور درحقیقت یہی لوگ قوم کیلئے ایک گندے مواد کا کام کرتے ہیں جب تک اس گندے مواد کو نہ نکالا جاوے تب تک قوم کا وجود خطرے میں ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر رض حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض کے وقت بھی مفسد لوگ موجود تھے جنکے ساتھ ان خلفاء کی لڑائیاں ہوئیں اور وہ بھی بظاہر مسلمان ہی تھے۔ اہل اسلام کا بڑا حصہ تو اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خلفاء الراشدین نے جو خانہ جنگی کی وہ بالکل بجا تھی کیونکہ ان کی غرض فساد کو مٹانے کی تھی۔ اور وہ مسلمان تھے جو ان کے ساتھ ان جنگوں میں شریک تھے وہ بھی بجانب حق تھے۔ پھر اگر ان دنوں کوئی کمزور دل انسان اپنی زبان سے یہ کلمات نکالتا کہ جن مسلمانوں نے اس وقت جنگوں میں خلفاء کا ساتھ دیا ہے اور خلافت کی حمایت میں کشت و خون کیا ظلم و تعدی سے کام لیا ہے اور ہولی کھیلی ہے تو یقیناً آجتک اسکے گلے میں لعنت کا طوق پڑا رہتا۔ آخر کچھ غور تو کرو کہ ان خلفاء کے مقدس وجودوں کو برا لکھنے والے دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ یا اعلےٰ مقام پر کھڑے ہیں۔ حضرت امام حسین رض کو کربلا کے میدان میں شہید کرنے والے کا نام کیا عزت سے لیا جاتا ہے۔ پس اگر اس وقت فتنہ پیدا لوگوں کو برا خیال کیا گیا۔ ان کے خلاف جنگ وجدال کو روا رکھا گیا حالانکہ وہ بھی دعوی مسلمانی رکھتے تھے۔ تو کیا وجہ ہے کہ آج خلافت کی تائید میں لکھنے والے ہولی کھیلنے والے اور لوگوں کی پگڑیاں اچھالنے والے قرار دیئے جائیں۔ اب ہم اس بڑے خیال کے تمام دوستوں اور خصوصاً اپنے مخلص سے پوچھتے ہیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہزار ہا تکالیف کے بعد اس جماعت کو قایم نہیں کیا تھا؟ کیا اسکی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے انسان متقی کہلائے جا سکتے ہیں؟ کیا اس قلمی جنگ کی ابتدا منکرین خلافت کیطرف سے نہیں ہوئی؟ کیا سب سے پہلے انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب و دیگر بزرگان ملت کی پاک زندگیوں پر ناپاک حملے نہیں کئے؟ کیا انہوں نے خفیہ طور پر ٹریکٹ شایع کرکے قوم میں فساد نہیں ڈالا؟ کیا انہوں نے حضرت مسیح موعود کی ذریتوں کے بارے میں سخت اور گستاخانہ الفاظ استعمال نہیں کئے؟ کیا انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو دنیا پرست اور [illegible] نہیں [illegible]؟ کیا اُن کی یہ کارروائی تمہارے خیال میں حضرت مسیح موعود کی کارروائی کے خلاف نہیں؟ پس جب یہ حالت ہے [illegible] کی موجودگی میں ہماری طرف سے کسی نے سخت کلمہ لکھدیا تو [illegible] کے بیہودہ نظر رکھتے ہوئے کونسی آفت آگئی کہ آپ لوگوں نے چلانا شروع کردیا۔ اگر آپ لوگوں کا ایمان ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ برحق ہیں تو اس کے مقابل یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اسکی مخالفت کرنے والے ان پر اتہام کا سلسلہ باندھنے والے مفسد اور فتنہ پرداز ہیں تو کیا قوم کے سادہ لوح اصحاب کو ان کے داؤ پیچ سے بچانیکے لئے ضروری نہیں کہ اُن کی افتراء پردازیوں کو دور کیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر خلفاء الراشدین کی حمایت کرتے ہوئے ان الزامات کو دور کرنیکی کوشش کرنا جو ان کے سر پر لگائے جاتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم موجودہ منکرین خلافت کی غلط بیانیوں کی تردید نہ کریں۔

اب ہم مسئلہ تبلیغ پر غور کرتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ تبلیغ کیلئے بڑا وسیع میدان ہے اب سب سے پہلی بات جو ہمیں پیش کرنی ہے اور جو بطور امانت ہمارے پاس ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی ہیں۔ ہم نے وہ تجدید پیش کرنی ہے جو حضرت نے کی اور اس کام کو کرتے ہوئے اپنی جماعت کا نیک نمونہ دکھانا ہے۔ آخر کوئی دوسرا شخص جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہوگا تو کسی خوبی کو دیکھکر ہی آئیگا۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ وہاں بھی آپس میں کشتم کشتا ہو رہی ہے تو اس کو اپنے فتنہ و فساد میں پھنسنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پس لوگوں کو تبلیغ کرنے سے پہلے ہمارا فرض ہے کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کرلیں۔ اور ان باتوں کو جو تبلیغ کے راستہ میں روک ہیں دور کریں۔ اور فتنہ و فساد کے مادہ کو بالکل نکال دیں۔

پس جو شخص ایسی حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اچھی طرح سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پاک جماعت کا ایک حصہ گمراہی اور خطرناک غلطیوں کا شکار ہو رہا ہے اور نہ پھر نہ خود اس فساد کو دور کرنیکی کوشش کرتا ہے نہ دوسروں کو دور کرنے دیتا ہے اور تبلیغ کا میدان وسیع اور ہولی کے الفاظ زبان سے نکال کر پہلو تہی کرتا اور اپنی اخلاقی کمزوری کو چھپاتا ہے۔ اور منکرین خلافت کو تو ان کی سخت بیانی اور گالی گلوچ پر نصیحت نہیں کرتا۔ اور ہماری طرف سے جو جواب نکلے اس پر شور مچانا شروع کردیتا ہے۔ اور منکرین خلافت کو ایک اور حملہ کرنے کی جرأت دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں نہایت کمزور دل واقع ہوا ہے۔ اور ڈر ہے کہ اس کی غیرت بالکل ہی مفقود نہ ہو جاوے۔ پس ایسے دوست کو چاہیئے کہ اپنے ایمان کا فکر کرے۔

خلافت احمدیہ اور ہمعصر ملت!

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعد خلافت کا قایم ہونا کوئی ایسی بات نہ تھی جو سنت نبی کریم یا اصول منہاج نبوۃ کے خلاف تھی۔ وہ لوگ جو اسلام کی تعلیم سے معمولی واقفیت بھی رکھتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ جب تک ایک امام کے ماتحت ہو کر کام نہ کیا جائے۔ تب تک کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی اصول پر عمل کیا گیا تو یہی تھا۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہمارے مخالف انہیں واقعات کو توڑ مروڑ کر کسی اور رنگ میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس سے کوئی سلیم الفطرت انسان بھی جس کو ذرا بھی خشیۃ اللہ ہو انکار نہیں کر سکتا خصوصًا ان لوگوں کیلئے جنہوں نے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچانا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اسکا سمجھنا کوئی دشوار نہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ لوگ کسطرح آیا کرتے ہیں۔ اور کسطرح انکی مخالفت ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے سلسلہ کے قیام وبقا کیلئے کیا کیا کوششیں کرتے ہیں۔ ہمیں بار بار تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے وہ دوست جو مسیح موعود کے مقربین میں شمار کئے جاتے تھے وہ بھی اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ خلافت ثانیہ پر گھر کے مخالفوں نے تو نہایت بد تہذیبی سے اعتراض کئے ہیں مگر غیر احمدی علماء نے جو اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں وہ عین خلافت کی تائید میں ہیں۔ اگرچہ انہوں نے مسیح موعود کو نہیں پہچانا۔ لیکن اسلامی تاریخ اور عام مسایل دینیہ پر غور کرنے سے تو وہ اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں کہ اگر میرزا صاحب ہی مسیح موعود ہوں تو ان کے بعد جو کارروائی ہونی چاہیئے تھی۔ وہ وہی ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب اور ان کے متبعین نے کی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب جو اس سلسلہ کے پرلے اور پکے دشمن ہیں جنہوں نے کہ اہل حدیث کے ہر نمبر میں جماعت احمدیہ پر نکتہ چینی کرنا اور اس کے پیشوا ومقتدا پر بیجا حملے کرنا اپنا فرض منصبی سمجھا ہوا ہے۔ انہوں نے بھی خلفاء راشدین کی طرز عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کچھ لکھا وہ اخباری دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ آج ہم ایک اور ہمعصر کے خیالات کو اپنے دوستوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے بہ نہایت آزادی سے خلافت ثانیہ اور منکرین خلافت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس تحریر کی نقل کو ہم بطور حجت پیش نہیں کرتے بلکہ اس میں صرف اتنا دکھانا چاہتے ہیں کہ خلافت ثانیہ کی ضرورت ایک ایسا آسان مسئلہ ہے کہ جس کو ہمارے غیر احمدی احباب تک بھی سمجھ گئے ہیں۔ مگر ہمارے اپنے دوست ابھی تک ادہر ادہر دھکے کھا رہے ہیں۔ چنانچہ ہمعصر ملت اپنی ۲۲ مئی کی اشاعت میں لکھتا ہے

"ہم کو مولانا مولوی نورالدین صاحب سابق مقتدائے اعظم فرقہ احمدیہ کی زندگانی ہی میں اس امر کا اندیشہ تھا کہ آپکی وفات پر فرقہ احمدیہ میں سخت پھوٹ اور نفاق نمودار ہوگا۔ وہ تمام اصحاب جو خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے رازدان دوستوں کے رویہ کو جانتے تھے۔ اس اندیشہ میں ہمارے ساتھ متفق تھے۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب کی وفات پر وہی ہوا جسکا کھٹکا تھا۔ لاہور کی اس پارٹی نے جو خواجہ کمال الدین صاحب کی فدائی ہے۔ بانیٔ فرقہ احمدیہ کے بڑے صاحبزادہ کی خلافت سے انکار کر دیا اور اتمام حجت کیلئے کہدیا کہ اب خلافت کی ضرورت نہیں۔ ہم ان اصحاب کے مذہبی عقاید کی تنقید کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی یہ بات ہمارے فرایض میں شامل ہے البتہ اتنا کہتے ہیں ہمیں درنگ نہیں اور شاید کسی کو بھی نہ ہو کہ کسی ایک جماعت کو متحد و متفق رکھنے کے لئے ایک مرکز کا ہونا لازمی ہے۔ اور جب تک کوئی قوم ایک شخص کو اپنا سردار یا رہنما یا لیڈر یا امام یا خلیفہ۔ یا جو بھی کہو تسلیم نہ کرے۔ وہ کبھی بھی متحد نہیں ہو سکتی۔ اور روئے اسلام ہمارا ہر فعل ضوابط وقواعد کی پابندیوں سے جکڑا ہوا ہے رستہ میں مسافر ہوں تو ان کو بھی تاکید ہے کہ اپنے میں سے ایک کو سردار بنالیں۔ نماز کے وقت ایک سے زیادہ نمازی ہوں تو امام کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بات تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ کثیر التعداد جماعت کیلئے کسی ایک شخص کا امام ہونا لازمی بلکہ الزم ہے یہاں ہم امام کے اختیارات کی بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتے البتہ اسلام کا حکم یہ ہے کہ خلیفہ اپنی مدد کیلئے مجلس شوریٰ قایم کرے مگر وہ اس مجلس کے فیصلہ کو ماننے پر مجبور نہیں ہے ٹرکی و ایران میں جو دستوری حکومت ہے وہ یقینًا خلاف شرع ہے یہ دوسری بات ہے کہ جبر اور قہر سے جواز کا فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ ٹرکی و ایران میں وہاں کے حکمران اس وقت بمنزلہ کٹھ پتلی کے ہیں۔ حالانکہ اسلام بادشاہ کو مجلس شوریٰ کے فیصلوں کو رد و مسترد کر دینے بلکہ بذاتہ مجلس کو نابود کر دینے کا اختیار دیتا ہے۔ خلیفہ کو مجلس شوریٰ کے قیام پر مجبور نہیں کیا گیا۔ صرف اخلاقی طور پر مجلس کے قیام کا مشورہ مذہب نے دیا ہے وبس۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کی پارٹی کا جو حزب الاحرار کی ایک شاخ ہے اپنے فرقہ کی خلافت کو ٹرکی وایرانی دستور کا مشتے بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ یا بالفاظ دیگر وہ اپنے فرقہ کی دھجیاں اسطرح بکھیرنا چاہتی ہے۔ جس طرح کہ دشمنان ملت نے ٹرکی خلافت اور ایرانی شہنشاہت کی بکھیری ہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ اگر خواجہ کمال الدین یا مولوی محمد علی صاحب خلیفہ بنائے جاتے تو لاہور کے احمدی اصحاب سر تسلیم خم کر دیتے اور خلافت کے منکروں پر نفاق و پھوٹ کا الزام لگاتے۔ بہرحال ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ فرقہ احمدیہ کو قایم رکھنا چاہتے ہیں تو ان کو خلافت کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ہاں اگر وہ اس فرقہ کی بیخکنی چاہتے ہیں یا خود احمدیہ کا دم نہیں بھرتے۔ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شریک حال ہونے کو بہتر جانتے ہیں تو یہ دوسری بات ہے اور ہم تو خوش ہوں گے کہ سارے مسلمان ایک رشتہ اخوت میں منسلک ہو جائیں۔ وما علینا الا البلاغ"

دشمنان رسالت احمدیہ

(مرسلہ جناب مولانا مولوی ظہیر الدین صاحب لاہور)

سو دہمت سر سرزہ گو کام کچھ آسان نہیں۔ ہر قدم پر کوہ ماراں ہے ہر گذر میں دشت خار۔ دنیا میں مختلف استعداد رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اور ان میں سے بھی اکثر حصہ ان لوگوں کا ہے جو جہالت مجسم ہیں اگر ہم چاہیں کہ ان کو قرآن کریم کا کوئی ورق پڑھائیں تو اس کے لئے بھی عرصہ تک ان کو بغدادی قاعدہ پڑھانا پڑے گا۔ نکتہ چین لاکھ نکتہ چینی کریں۔ عیب چین لاکھ عیب شماری کریں۔ لیکن ہمیں سوا اسکے اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ جو سیکھنے والوں کو آہستہ آہستہ بقدر وسعت اور مقدرت کے سمجھاتے چلے جاویں۔ اگرچہ چمگادڑ کی آنکھوں والے لوگوں کو

من نور خود نہفتہ ز چشمان شپرم!

پر عمل کر کے ہی سمجھانا پڑے تو وہ بھی سراسر حق ہوگا۔ جیسے کسی کو ابجد سکھلا دینا یہی معنے رکھتا ہے کہ اس کو قرآن پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔ اسی طرح سے کسی کو یہ سکھلا دینا اور منوا دینا کہ فلاں نبوت یا رسالت کا مدعی ایک سچا حقیقی اور راستباز شخص ہے ایک نہایت ہی عظیم الشان کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ درحقیقت نبی اللہ تھے اور خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ دنیا میں ایک نبی آیا لیکن دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ اُس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف پیرایوں میں سمجھانا شروع کیا۔ چونکہ اعدو گرد فتنہ پرداز موجود تھے۔ اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر ٹھوکر کھانیوالے اور فی سبیل اللہ خرچ کئے ہوئے روپیہ کی پڑتال کرنے والے لوگ چونکہ پر ہر طرف جونکہ ہر طرف سے جمع تھے اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ کے استعمال سے روکے رکھا جنسے فتنہ کا اندیشہ تھا۔ اور یہی ان کی راستبازی کا ایک بڑا بھاری نشان تھا اور ہے جس کو منکران رسول غلط فہمی سے ایک آڑ بنا رہے ہیں جس طرح ایسی حالت میں نبی کا لفظ استعمال کرنا جبکہ ابھی کوئی شخص بھی ان الفاظ کو قبول کرنے کو تیار نہ ہو باعث فتنہ وفساد ہے۔ اسطرح سے ایسی جماعت کے اندر رہ کر جو نبی اللہ کی رسالت اور نبوت کو منوانے کیلئے جان تک بھی دینے کو تیار ہو بعض اشخاص کا یہ شور مچانا کہ جس کو جماعت نبی اللہ اور رسول اللہ مانتی ہے۔ وہ رسول اور نبی نہ تھا۔ یہی جماعت میں تفرقہ اور فتنہ دکھانا ہے۔

منکران نبوت وہ دشمنان رسالت کے مقابلہ میں فتنہ کو

فرو کرنے کی خاطر اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم جیسے عظیم الشان نبی کو جب لفظ رسول اللہ کاٹنا پڑتا ہے اور اس طرح سے اپنے راستباز اور حقیقی معلم ہونیکا ثبوت دینا پڑتا ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اگر فتنہ کو فرو کرنے کی خاطر طرح طرح کے پیرائے اختیار کئے تو کیوں اعتراض کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ کہکر پکارتا تھا۔ لیکن چونکہ اس لفظ سے فتنہ پڑتا تھا۔ اس لئے روزانہ بول چال میں ایسے الفاظ کا استعمال اوایل میں حضرت مسیح موعود نے منع کر دیا۔ لیکن آج جیسے ہر رنگ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ڈنکا بج رہا ہے اور کوئی بھی مسلمان گوارا نہیں کرتا کہ وہ کسی ایک جگہ سے بھی جہاں محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہو لفظ رسول کو کاٹکر محمد بن عبد اللہ لکھدے۔ اور سنت محمدی پر کاربند ہووے۔ اسی طرح آج احمدی جماعت بھی اسی طور پر احمدؐ نبی اللہ کا اقرار کرتی ہے۔ اور ہر ایک شخص جو احمد رسول اللہ کی رسالت سے منحرف ہے۔ اس کو قابل مواخذہ سمجھتی ہے۔ احمدی جماعت سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی تھی کہ

سیقول العدو لست مرسلاً

یعنی عنقریب دشمن بول اٹھے گا کہ تو خدا کا بھیجا ہوا نہیں ہے۔ میرے دل میں ہمیشہ خیال اٹھتا تھا کہ ہمارے مخالفین تو سرے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے حق میں (نعوذ باللہ) مفتری علی اللہ اور دجال کذاب وغیرہ الفاظ بولتے ہیں یہ کن دشمنان رسول کا ذکر ہے۔ جو صرف اتنے الفاظ ہی بولیں گے کہ مسیح موعود رسول اور نبی نہیں ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ خدا نے وہ لوگ بھی دکھا دیئے۔ جو حضرت مسیح موعود کے حق میں **ولی اللہ۔ مجدد۔ امام الزمان۔ مامور من اللہ۔ مقدس انسان۔ محدث** غرض تمام اسماء حسنہ بولنے کو تیار ہیں بلکہ بولتے ہیں۔ لیکن لکھتے ہیں تو بار بار یہی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اور رسول نہیں ہیں۔ حیرانگی ہے کہ خود ہی تو لکھتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کا مطلب رسول سے صرف اسقدر تھا۔ کہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا سے علم پا کر پیشگوئی کرنیوالا۔ اور پھر خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود رسول اور نبی نہیں تھے اگر اس قسم کے مضامین نگاروں کو دشمنان رسول کی فہرست میں نہ لکھیں تو کیا کریں۔ جب ہم خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو معنے نبی اور رسول کے حضرت مسیح موعود نے کئے ہیں اور جن معنوں کے رو سے کسی کو خدا کے نزدیک نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔ انہیں معنوں کے رو سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول کہتے ہیں تو پھر زیادہ آہ وفغاں کا کیا مطلب۔ کسی پہلو سے ایمان لے آؤ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ اور رسول اللہ ہے۔ ہم آپ کے خادم ہیں ورنہ یاد رکھو رسالت احمدؐ کا انکار کر کے اچھا پھل نہ پاؤ گے۔ بھائیو یہ کتنے خوف کا مقام ہے کہ وہی لوگ جو غیر احمدیوں کو احمدی بنانے کے دعویدار ہیں اور زبان سے بڑی بڑی قربانیوں کے احسان جتلاتے ہیں۔ اور جنہوں نے احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی بننے کا اقرار کیا تھا وہی آج احمد سے منہ پھیر رہے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جبکو تم احمد سمجھتے تھے اور جسکے ہاتھ کو احمد کا ہاتھ سمجھ کر تمنے بیعت کی تھی وہ **غلام احمد** بھی تھا۔ اور احمد بھی تھا وہ امتی بھی تھا اور وہ رسول اللہ بھی تھا تو امتی ہونے کا اقرار کر لیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ہونے کا انکار کر دیتے ہیں جب پوچھا جاتا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود کا ہاتھ احمد کا ہاتھ نہ تھا۔ اور کیا احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کو ہی احمدی نہیں کہا جاتا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ احمدؐ تو محمدؐ رسول اللہ تھا۔ اور جس احمد کے ہاتھ کو ہم نے احمدؐ کا ہاتھ کہا تھا وہ درحقیقت میرزا صاحب کا ہاتھ تھا۔ اور میرزا صاحب غلام احمد تھے احمد نہ تھے۔ احمد تو درحقیقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور جو محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ خواہ وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا انکار کرے لیکن وہ حقیقی احمدی ہے۔ لیکن جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے اس اعتقاد کے ماتحت تو تمام مسلمان ہی احمدی ہیں۔ اور جب تمام اہل اسلام احمدی ہی ہیں۔ تو پھر اہل اسلام کو غیر احمدی قرار دیکر ان سے احمدؐ کے نام پر بیعت لینا اس کے کیا معنے؟ اہل اسلام کو غیر احمدی جیسے مکروہ اور گھناؤنے الفاظ سے پکارنا اس کا کیا مطلب؟ تو پھر کچھ بھی جواب بن نہیں پڑتا۔ جب بار بار پوچھا جاتا ہے۔ کہ اگر حضرت میرزا صاحب کا ہاتھ درحقیقت احمدؐ کا ہاتھ نہ تھا تو کیا بیعت کرتے وقت جھوٹ بولا گیا تھا جو کہدیا جاتا تھا کہ آج ہم احمد کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں۔ تو پھر سوائے بغلیں جھانکنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ میں نے بہتیرا سوچا ہے کہ آخر اس قدر بے سمجھی کے وجوہات کیا ہیں میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ امامت اور امیر بننے کی خواہش نے لٹیا ڈبو دی ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ ان بزرگوں کی خواہشات پر پانی نہیں پھیرا تھا۔ اور ان عالی ظرف لوگوں کے خیالات کا کماحقہٗ قلع قمع نہیں کیا تھا۔ اسلئے یہ لوگ ایک موہوم امید پر نظر جمائے بیٹھے رہے۔ لیکن جب **امامت کا وقت آیا تو نبی اللہ کا بیٹا ہاں وہ بیٹا جسکے** حق میں خود نبی اللہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے کہ وہ

نو برس کے اندر اندر پیدا ہونیوالا مصلح موعود بشیر ثانی ہاں عمر پانیوالا اور فضل لانیوالا محمود احمد ہی ہے۔ ایسا بیٹا اور ہر طرح سے قابل بیٹا۔ باپ کے علوم کا وارث بیٹا۔ باپ کے تمام دعاوی پر ایمان لانیوالا بیٹا۔ ہاں وہ بشیر الدین محمود احمد فرزند ارجمند جب اپنے باپ کی جماعت کا خدا کے فضل وکرم سے امام اور امیر بن جاتا ہے اور اپنے باپ کا خلف رشید ہونے کا ثبوت دیتا ہے

تب وہ لوگ جن کو امامت کی خواہش تھی ناامید ہو کر بے سمجھی سے کلام کرتے ہیں اور ایسے ایسے متضاد خیالات کی اشاعت کرتے ہیں۔ کہ میرے جیسے احمدؐ کے پاگلوں کو بھی وہ مضامین پڑھ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ (باقی آئندہ)

احمدؐ رسول ہے

(مرقومہ جناب مولانا مولوی غلام محمدؐ صاحب بی۔ اے)

اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ اور ہمیشہ تک کھلے رہیں گے۔ خدا تعالےٰ ہر وقت انعام کرنے پر طیار ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فداہ ابی وامی وروحی۔ جو اللہ تعالےٰ کیطرف ایک قدم اٹھاتا ہے۔ خدا اسکی طرف دو قدم اٹھاتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کیطرف چلکر آتا ہے۔ خدا اسکی طرف دوڑکر آتا ہے۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خدا بیشک اپنے صفات اسماء اور افعال اور ذات میں غیر متغیر ہے۔ مگر ہر ایک شخص کے ساتھ وہ اسی طرح معاملہ کرتا ہے جیسا کہ وہ شخص اس کے ساتھ اخلاص کا معاملہ رکھتا ہے۔ **وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم** اور ہر ایک شے کے ہمارے پاس خزانے ہیں۔ لیکن ہم مقرر اندازے کے ساتھ اس کو اتارتے رہتے ہیں۔ خدا بڑا وفادار ہے۔ وہ کسی کے اخلاص کو کبھی بھی ضایع نہیں کرتا۔ **انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین**۔ جو تقویٰ کرے اور صبر اور استقلال سے کام لے تو یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ محسنوں کے اجر کو کبھی ضایع نہیں کرے گا۔ مسلمانوں کیلئے سورہ فاتحہ پانچ وقتوں میں پڑھنی ضروری قرار دی ہے۔ اور تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہے کہ اللہ تعالےٰ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور تیرہ سو برس سے برابر کروڑوں انسان دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ہم کو وہ راہ دکھا جس پر نبی صدیق، شہید، اور صالح چلا کرتے ہیں۔ اس کی قبولیت سے انکار کرنا خدا تعالیٰ کی طرف ظلم اور بے انصافی کو منسوب کرنا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے اوپر سے یہ الزام دور کر دیا اور عین اس وقت جبکہ اسلام پر بدر کی صدی آئی اس وقت اللہ تعالےٰ نے موعود نبی کو بھیجدیا۔ جسکو صحیح مسلم میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نبی فرما چکے ہیں۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ

ہم نے تم میں نبی پیدا کر کے انبیاء کی راہ دکھادی ہے کہ انبیاء کسطرح دنیا میں آئے کسطرح انکی وفات ہوئی کسطرح اللہ تعالےٰ نے انکی مدد کی۔ اور کسطرح انکی وفات کے بعد جماعت پر زلزلہ آیا اور کسطرح اللہ تعالیٰ نے ان کو سنبھال لیا۔ ہم میں خدا تعالےٰ نے نبی پیدا کیا۔ اور اس کے بعد صدیق کھڑا کر دیا۔ اور اب تیسرا دور فاروقی شروع ہے۔ سو ہم خدا تعالےٰ کا جتنا بھی شکر کریں تھوڑا ہے۔ کیونکہ اس نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا جس میں ہمنے اس دعا کی قبولیت کو دیکھ لیا جو صدیوں سے مانگی جارہی تھی۔ کیونکہ ہم نے۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالحین کے زمانہ کو پالیا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جنہوں نے خلافت ثانیہ کے سایۂ عاطفت میں آنیسے ابی اور استکبار سے کام لیا ہے۔ وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ زمرہ منکرین خلافت ثانیہ کا امیر صالح آدمی تھا۔ کاش ہمارے پاس بیٹھتا۔ اس الہام الٰہی سے معلوم ہو۔ کہ خلافت کے منکرین صالحین نہیں ہیں۔ کیونکہ صالح وہ ہے جو نیک اثر کو قبول کرے۔ سنو! حضرت صاحب فرماتے ہیں " پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت میں نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوتی ہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ و امامکم منکم۔ یعنی وہ نبی بھی اور امتی بھی ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے" (الوصیت) پس وہ ہلاک ہونیسے بچیں جو صرف ایک ہی شق پر زور دے رہے ہیں نبوت سے بالکل انکار کرنا ہلاکت کی راہ ہے " بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسے جلادیتی ہے جیسا کہ آتش سوزاں خس و خاشاک کو۔ اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے۔ خدا اس کا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اس کی جنگ کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے برگزیدوں کیلئے اس قدر غیرت رکھتا ہے۔ جو کسی میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ میرے پر حسب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے لئے افروختہ ہوئی۔ جبکہ اس نے فرمایا انی مع الرسول اقوم الوم من یلوم واعطیک ما یدوم ولک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون و انی امراً اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون یا احمدی انت مرادی ومعی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم سلام قولاً من رب رحیم وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ (الوصیت)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اس کو ملامت کرونگا۔ جو اس کو ملامت کرے گا۔ اور تجکو وہ دونگا جو ہمیشہ رہے۔ تیرے لئے آسمان میں بڑا مرتبہ ہے اور ان لوگوں میں جو بصیرت رکھتے ہیں تو ڈر میرے حضور مرسل نہیں ڈرا کرتے۔ اللہ کا حکم آگیا۔ پس جلدی مت کرو۔ یہ ایک بشارت ہے جو کہ نبیوں کو ملی تھی۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرض کرلیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہینگے۔ ضرور وہ جو ایماندار ہیں۔ انکا قدم ان کے رب کے حضور بڑی مضبوط چٹان پر ہے رب رحیم کیطرف سے سلامتی کی بات ہوگی۔ اے مجرمو آج دن تم الگ ہو جاؤ"

اس وحی الٰہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صریح رسول فرمایا گیا۔ اور آپ کا اسم مبارک احمد رکھا گیا۔ افسوس یہ لوگ خدا کی غیرت سے نہیں ڈرتے۔ خدا کے فرستادہ پر بدظنی کرتے ہیں۔ اپنے ایمان کی خبر نہیں اور الوصیت کا ۱۵۔۱۶ صفحہ مع حاشیہ پڑھیں ماننے کو کافی ہے گر اہل کوئی ہے "

اپیل بخدمت برادران سلسلۂ احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ خداوند تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آپ صاحبان پر اس سال بہت سی تکلیفیں آئیں۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے آپ نے سب کچھ برداشت کر کے ثواب حاصل کئے اور اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کے مصداق بنے۔

آزمایش اور امتحان کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ کے دن بہت قریب آتے جاتے ہیں انشاء اللہ جو تھوڑے دن من قبل الفتح انفاق کے باقی ہیں۔ وہ غنیمت سمجھنے چاہئیں۔ اور بڑھ بڑھ کر قدم رکھنا چاہیئے۔ اور اصحاب رسول اللہ کا پورا نمونہ ہی نہیں بلکہ مصداق واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم آپ کی ہی ہو جانا چاہیئے اور اپنی ذاتی خواہشات و لذات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کمر ہمت چست کرنی چاہیئے۔ آجکل سلسلہ کی مدات قریباً سبھی کی سبھی مقروض رہی ہیں۔ اور ہال تکمیل کیلئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ نے بھی یہ شرط لگادی ہے کہ جب تک ہال مکمل نہ ہو جائے پانچ ہزار روپیہ امدادی نہیں مل سکتا۔ سو امید ہے کہ آپ صاحبان اپنے کاموں کو جو خود شروع کر رکھے ہیں تکمیل تک پہونچانے میں سعی بلیغ فرماوینگے۔ خداوند تعالےٰ آپکا مددگار ہو۔ اور دین کی مدد کیلئے وہ خود ہی آپ کے دل میں وحی فرمائے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کی وہی امداد کرتے ہیں جنکے تعلقات خداوند تعالیٰ کے ساتھ بہت مضبوط ہیں۔ جیسا کہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہے۔ کہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ سو اب مخلصین اس کے مصداق ہیں۔ گو اللہ خرچ کرنے کو اور بہت سی انجمنیں ہیں۔ لیکن جو موافق منشاء الٰہی خرچ ہوتا ہے وہی قبول ہو سکتا ہے۔ اپنا سب چندہ یعنی پچھلے بقائے اور ماہ مئی کا چندہ قادیان میں جلد بھیجو

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان)

اخبار قادیان

حضرت خلیفہ ثانی و دیگر ممبران اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام وحضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔

سکول بلڈنگ کا اب تھوڑا سا حصہ نامکمل رہگیا ہے۔

محاسب صاحب کیطرف سے ایک اپیل شائع ہوئی ہے احباب توجہ فرمادیں۔

ہمارے معزز دوست مولوی عبد القادر صاحب ایم اے مولوی فاضل پروفیسر گورنمنٹ کالج کٹک تقریباً ایک ماہ کے لئے قادیان میں قیام فرمانے کیلئے تشریف لائے ہیں تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک صحبت سے فیض حاصل کریں۔

یہ خبر احباب میں نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا سب سے چھوٹا صاحبزادہ محمد عبد اللہ ۹ جون کو انتقال کر گیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کے ...